عظمت غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ)

استاذ العلماء علامہ محب احمد قادری بدایونی
ترتیب و تخریج
مولانا دلشاد احمد قادری

ہم عزت مآب محترم جناب علامہ اسید الحق عاصم قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نہایت ممنون ہیں کہ انھوں نے یہ کتاب انٹرنیٹ پر پبلش کرنے کے لئے **نفس اسلام** کو عنایت فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالی ان کے اس تعاون اور شفقت پر ان کو اجر کثیر عطا فرمائے اور قبلہ علامہ صاحب کے فیوضات و برکات ودرجات میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

!!! دعاؤں کی طلبگار !!!

نفس اسلام ویب ٹیم

www.nafseislam.com

قدمی هذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ
میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردنوں پر ہے (حضور غوث پاک)

عظمت غوث اعظم

استاذ العلما علامہ محب احمد قادری بدایونی

ترتیب وتخریج
مولانا دلشاد احمد قادری

ناشر
تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات (۵۹)

عنوان کتاب : عظمت غوث اعظم

تصنیف : علامہ محب احمد قادری بدایونی

ترتیب وتخریج : مولانا دلشاد احمد قادری

طبع اول : ستمبر ۲۰۱۰ء/ رمضان ۱۴۳۱ھ

TAJUL FUHOOL ACADEMY
MADARSA ALIA QADRIA
Maulvi Mahalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Phone : 0091-9358563720
E-Mail :tajulfuhool@gmail.com

برائے ایصال ثواب

حاجی محمد ابراہیم مومن قادری قدیری

حاجیانی چاندبی قادریہ

منجانب: حاجی عبدالمجید مومن قادری ممبئی

انتساب

مصنف کتاب کے استاذ

تاج الفحول محب رسول حضرت مولانا عبدالقادر قادری بدایونی

قدس سرہ

کے نام

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا شعبہ نشرواشاعت ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی مولانا اسید الحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ) کی فعال قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ اپنے اشاعتی سفر میں مصروف ہے، اکیڈمی کی جانب سے اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ساٹھ کتابیں طباعت واشاعت کے موجودہ معیار سے ہم آہنگ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں، اور نشرواشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان اسلوب میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار ونظریات کے رد وابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں چھ زبانوں میں اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادہ قادریہ سے وابستہ علما، مشائخ اور ادبا وشعرا کی قدیم نایاب تصانیف کو از سر نو جدید انداز میں منظر عام پر لایا جائے، اور ان عظیم شخصیات کی حیات وخدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

ابتدائیہ

حضرت تاج الفحول کے تلمیذ رشید علامہ محب احمد قادری بدایونی کا یہ نایاب رسالہ تاج الفحول اکیڈمی اہل علم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مسرت محسوس کررہی ہے۔

رسالے کا اصل نام" الکلام الحق الجلی فی کون اقدام امام الاقطاب علیٰ عنق کل ولی" ہے یہ تاریخی نام ہے جس سے رسالے کا سنہ تالیف ۱۲۹۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ پہلی اور آخری بار ۱۳۰۰ھ میں مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے شائع ہوا تھا، اب ۱۳۱ سال کے بعد تاج الفحول اکیڈمی دوبارہ شائع کرنے کا فخر حاصل کررہی ہے۔

رسالے کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے، حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا تھا" قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردنوں پر ہے، آپ کا یہ ارشاد سن کر اولیا واقطاب نے احتراماً اپنی گردنیں خم کردی تھیں، اس ارشاد کو کثرت سے اولیا وصوفیہ نے اپنی کتابوں اور ملفوظات میں ذکر کیا ہے، اور بعض حضرات نے اس کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

سلسلۂ قادریہ کے وابستگان (جن میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی شامل ہیں) کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد آپ نے بحکم الٰہی فرمایا تھا اور یہ اپنے اندر عمومیت رکھتا ہے، یعنی تمام اولیائے متقدمین ومتاخرین آپ کے زیر قدم اور زیر فرمان ہیں۔ بعض دیگر سلاسل کے صوفیہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد صرف اس مجلس میں حاضر لوگوں کی حد تک تھا، بعض کا کہنا ہے کہ یہ حکم صرف آپ کے معاصر اولیا واقطاب کے لیے تھا، آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کے اولیا اس میں شامل نہیں ہیں، ایک تیسرا گروہ وہ ہے جس کا خیال ہے کہ یہ ارشاد آپ نے حالت سکر اور غلبۂ حال کے وقت فرمایا تھا حالت صحو میں نہیں، یا پھر جس طرح اور صوفیہ کے بعض شطحیات ہیں اسی طرح یہ قول شیخ جیلانی کے شطحیات سے ہے۔

زیر نظر رسالہ انہیں سب مباحث پر روشنی ڈال رہا ہے، رسالے کے مصنف سلسلۂ قادریہ سے وابستہ ہیں اس لیے انہوں نے قادریوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنا موقف ثابت کرنے کی

کوشش کی ہے، اس رسالہ میں مصنف کا بنیادی ماخذ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ''زبدۃ الاسرار'' ہے، جس میں مختلف اولیا، اقطاب، ابدال اور دیگر اہل اللہ کی روایات، مکاشفات، اور منامات سے اس موقف کے ثبوت میں دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔

میں ذاتی طور پر اس قسم کے مباحث کا حامی نہیں ہوں، یہ کوئی عقیدہ وایمان کے مسائل نہیں ہیں کہ جن کے ماننے یا نہ ماننے سے ایمان واسلام متاثر ہوجائے، لہٰذا اس قسم کے مباحث کا بازار گرم کر کے آپس ہی میں اہل ایمان، اہل سنت اور اہل تصوف کے افتراق وانتشار کا شکار ہوجانے کا کوئی جواز نہیں ہے، ہر مرید کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شیخ کو ''افضل المشائخ'' سمجھے، اس پر کوئی جبر نہیں یہ اپنے اپنے دل کی نیاز مندی ہے:

وللناس فیمایعشقون مذاھب

ہاں البتہ اگر اولیا واقطاب کی ایک بڑی جماعت ہر زمانے اور ہر طبقے میں کسی ولی کو ''سلطان الاولیا'' مانتی چلی آرہی ہو تو اس کو بھی خواہ مخواہ کی تاویلات سے رد کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ بہر حال زیر نظر رسالے کی اشاعت سے سلاسل طریقت کے درمیان کسی نئی معرکہ آرائی کا آغاز کرنا مقصود نہیں ہے، اس کی اشاعت تاج الفحول اکیڈمی کے اس منصوبے کا حصہ ہے جس کے تحت علمائے بدایوں کی قدیم کتابیں از سر نو منظر عام پر لانا ہے۔

رسالہ سرکار مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی، مولانا حکیم عبدالقیوم شہید قادری بدایونی اور مولانا فضل مجید قادری فاروقی، اور حضرت مولانا حافظ بخش صاحب آنولوی جیسے اجلۂ علمائے بدایوں کی تصدیقات سے مزین ہے، آج سے ایک سو صدی قبل علمائے دین کا جو اسلوب نگارش تھا رسالے کی زبان اس اسلوب کی نمائندگی کرتی ہے، ثقیل عربی وفارسی الفاظ اور مشکل تراکیب سے کتاب کا متن گراں بار ہے، کتاب کے متن میں کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی ہے البتہ متن میں مذکور عبارتوں کی تخریج حاشیے میں کر دی گئی ہے، اور ساتھ ہی اصل کتابوں سے مقابلہ کر کے عبارتوں کی تصحیح بھی کر لی گئی ہے، رسالے کی تخریج، ترتیب اور تصحیح کی ذمہ داری مدرسہ قادریہ کے جواں سال مدرس عزیز گرامی مولانا دلشاد احمد قادری نے بڑی خوبی کے ساتھ

انجام دی ہے، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین کا سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔

اس رسالے کی قدیم اشاعت کے سرورق پر لکھا تھا کہ یہ رسالہ حضرت تاج الفحول کی فرمائش پر شائع کیا جارہا ہے، اس لیے اس کا انتساب حضرت تاج الفحول کے نام ہی کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوا۔

ترتیب وتصحیح میں یقینا کچھ خامیاں رہ گئی ہوں گی، اہل علم اگر ان کی نشان دہی فرمادیں تو آئندہ ان کی اصلاح کر لی جائے گی۔

رب قدیر تاج الفحول اکیڈمی کی دینی خدمات قبول فرمائے، اس کے مخلصین ومعاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ہمیں خدمت دین کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اسید الحق قادری
مدرسہ قادریہ بدایوں

۸ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ
۱۹راگست ۲۰۱۰ئ

علامہ محب احمد بدایونی
حیات وخدمات

مولانا اسید الحق قادری بدایونی

خاندان: استاذ العلما علامہ محب احمد قادری صدیقی بدایونی بدایوں کے مشہور شیخ صدیقی خاندان سے تھے، آپ کا سلسلہ نسب شیخ حمید الدین گنوری سے ہوتا ہوا خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے، یہ صدیقی خاندان بدایوں کا مشہور علمی خاندان ہے، اس میں صدیوں علم وفضل نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا رہا، مدتوں بدایوں کا منصب قضا اسی خاندان میں رہا، اسی لیے عام طور پر اس خاندان کے لوگ قاضی کہلاتے ہیں۔

علامہ محب احمد قادری کے والد قاضی ثامن علی متوسطات تک تعلیم یافتہ ایک عالمِ باعمل تھے، آپ شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی سے نسبت بیعت وارادت رکھتے تھے، نہایت نیک سیرت، دین دار اور فرشتہ خصلت بزرگ تھے۔

ولادت اور تعلیم وتربیت: علامہ محب احمد قادری کی ولادت بدایوں میں ۱۲۶۶ھ میں ہوئی، پورا نام عبد الرسول محب احمد صدیقی ہے، 'غلام صادق' تاریخی نام ہے، ابتدائی تعلیم سے لے کر فراغت تک تعلیم وتربیت کے سارے مراحل مدرسہ عالیہ قادریہ میں طے کیے، کچھ کتابیں مولانا نور احمد عثمانی بدایونی (م:۱۳۰۱ھ) تلمیذ علامہ فضل حق خیر آبادی سے پڑھیں، درسیات کی اکثر کتابیں حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر قادری بدایونی سے پڑھیں، اور آپ ہی کی درسگاہ سے سند فراغ حاصل کی، مارہرہ مطہرہ کے دوران قیام کچھ اکتساب فیض سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ سے بھی کیا۔

علمی مقام: آپ کا شمار حضرت تاج الفحول کے ارشد تلامذہ میں ہوتا تھا، مولانا ضیا علی خاں اشرفی (صاحبِ مردانِ خدا) لکھتے ہیں:

صاحب زہد واتقا، منبع جود وسخا، مخزن علوم وفنون، حامل شریعت، اہل طریقت، عارف باکمال، صاحب حال وقال، صوفیٔ اکمل، اور عالم باعمل تھے، اکابر علمائے ہند میں آپکا شمار تھا (مردانِ خدا، ص ۵۳/ ۳۵۴، شوقین بکڈپو بدایوں ۱۹۹۸ئ)

سید محمد حسین سید پوری آپ کے معاصر ہیں وہ لکھتے ہیں:

تحصیل علوم کی تکمیل مدرسہ قادریہ میں مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی سے کی، واعظ شیریں گفتار اور شاعر وناثر تھے۔ (مظہر العلما قلمی ص ۲۰۴ محفوظ کتب خانہ قادری بدایوں)

مولانا محمود احمد رفاقتی لکھتے ہیں:

کبار علمائے ہند میں آپ کا شمار ہوتا تھا، تدریس میں خصوصی سلیقہ تھا (تذکرۂ علمائے اہل سنت ص ۲۳۷، خانقاہ اشرفیہ مظفر پور سنہ ندارد)

درس وتدریس: فراغت کے بعد مدرسہ قادریہ میں مسند درس آراستہ کی، اور ایک جہاں کو فیض یاب کیا آپ کو بجا طور پر استاذ العلما کہا جاسکتا ہے، اس زمانے میں خانوادۂ قادریہ بدایوں اور علمائے بدایوں میں شاید ہی کوئی صغیر وکبیر ایسا ہو جس نے آپ سے استفادہ نہ کیا ہو، شاہزادگان برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی بھی تعلیم وتربیت کا آپ کو افتخار حاصل ہوا، ابتدا میں مدرسہ عالیہ قادریہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر چند سال مدرسہ برکاتیہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں بحیثیت صدر مدرس خدمت کرتے رہے، ۱۳۱۷ھ میں جب مولانا حکیم عبدالقیوم شہید قادری بدایونی نے جامع مسجد شمسی بدایوں میں مدرسہ شمسیہ قائم فرمایا تو آپ کو اس کا صدر مدرس مقرر کیا، ایک مدت تک آپ مدرسہ شمسیہ (جو بعد میں مدرسہ شمس العلوم کے نام سے مشہور ہوا) میں خدمات انجام دیتے رہے اور سیکڑوں تشنگان علوم آپ کے بحر علم سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے، بعض مشاہیر مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مارہروی ابن حضرت شاہ ابو القاسم حاجی اسماعیل حسن صاحب قادری مارہروی

(۲) مجاہد آزادی مولانا عبد الماجد قادری بدایونی

(۳) حضرت عاشق الرسول مفتی عبد القدیر قادری بدایونی

(۴) مولانا عبد الحامد قادری بدایونی صدر جمعیۃ علمائے پاکستان

(۵) مفتی ابراہیم قادری بدایونی مفتی بمبئی (مولانا محب احمد کے صاحبزادے)

(٦) مترجم قرآن حضرت مفتی عزیز احمد قادری بدایونی ثم لاہوری

بیعت وارادت: سیف اللہ المسلول شاہ معین الحق فضل رسول قادری بدایونی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت تاج الفحول نے اجازت وخلافت سے نوازا، اپنے مرشد کے محب صادق اور اپنے استاذ (تاج الفحول) کے معتمد خاص تھے، مرشد زادوں اور استاذ زادوں کا حد درجہ ادب واحترام کرتے جب کہ ان میں اکثر آپ کے تلامذہ تھے۔ مرشد طریقت سے والہانہ عقیدت کا اندازہ ان مناقب سے ہوتا ہے جو آپ نے حضرت کے اعراس کے موقع پر پیش کیے ہیں۔

معاصرین سے روابط: معاصر علما ومشائخ سے آپ کے مخلصانہ تعلقات وروابط تھے، معاصر علما آپ کے ذاتی علم وفضل اور حضرت تاج الفحول کی نسبت کی وجہ آپ کی بڑی قدر کیا کرتے تھے، حافظ بخاری حضرت شاہ عبد الصمد چشتی سہسوانی قدس سرہ تو آپ کے ہم سبق ساتھی اور استاذ بھائی تھے، اس نسبت کی وجہ سے دونوں حضرات میں نہایت مخلصانہ بے تکلف تعلق تھا، دیگر معاصرین میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی سے بھی خوشگوار روابط تھے۔

تاریخ گوئی: آپ کو تاریخ کے استخراج میں بڑا ملکہ حاصل تھا، آپ صرف تاریخ ہی نہیں نکالتے تھے بلکہ استخراج تاریخ میں ایسی ایسی صنعتیں برتتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اپنے مرشد طریقت حضرت سیف اللہ السلول کی وفات پر ایک تعزیتی مضمون لکھا، یہ بے تکلف فارسی نثر کا

نمونہ ہے، جس میں حضرت کی ولادت ووفات کا تذکرہ اور آپ کی شخصیت، علمی وروحانی مقام اور خدمات کا ذکر ہے، اس مضمون میں ۳۱ جملے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہر جملہ تاریخی ہے جس سے حضرت کا سنہ وفات ۱۲۸۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ (دیکھیے: ہدیہ سنیہ زاکیہ: مرتب مولانا فضل مجید فاروقی ص ۹/۱۰، افضل المطابع بدایوں ۱۲۹۷ھ)

حضرت سیف اللہ المسلول کی وفات پر متعدد قطعات تاریخ کہے، ان میں سے ایک میں فرماتے ہیں:

تاریخ وصلش آمدہ صرف از حروف معجمہ　　　　زبدۂ اخیار وقت عمدۂ اہل یقین

درحروف غیر منقوطہ فقط اے دل بخواں　　　　اکرم احرار واو عناصر دین متین

(اکمل التاریخ: ضیاء القادری، ج۲ص ۲۳۴، مطبع قادری بدایوں ۱۳۳۴ھ)

اس میں پہلے شعر کے مصرعۂ ثانی کے صرف حروف منقوطہ لےلیں تو تاریخ برآمد ہوگی، اسی طرح دوسرے شعر کے مصرعۂ ثانی کے صرف حروف غیر منقوطہ سے تاریخ نکال دی ہے، اسی سلسلے کا ایک شعر اور دیکھیں:

رازدار سرّ سرمد بحر ہمت اہل فضل　　　　شد دو تاریخ از حروف ہر دو قسمش اے ذہین

(مرجع سابق)

اس شعر کے پہلے مصرعے کے حروف منقوطہ جمع کریں تو بھی تاریخ اور اگر حروف غیر منقوطہ لیں تب بھی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ حضرت سیف اللہ المسلول کی مدح میں ۱۸/اشعار پر مشتمل فارسی منقبت کہی، اس میں ہر مصرعے کے تمام پہلے حروف جمع کریں تو اس کے مجموعے سے حضرت کا سنہ وفات ۱۲۸۹ھ برآمد ہوتا ہے، اسی طرح ہر مصرعے کے آخری حروف جمع کریں تب بھی یہی سنہ برآمد ہوگا۔ پوری منقبت ہدیہ سنیہ زاکیہ ص ۱۰ (مرتبہ مولانا فضل مجید فاروقی، مطبوعہ افضل المطابع بدایوں ۱۲۹۷ھ) پر موجود ہے، صاحب طوالع الانوار نے بھی حضرت سیف اللہ المسلول کی وفات کے سلسلے میں علامہ محب احمد قادری کے ۱۲ تاریخی قطعات نقل کیے ہیں (دیکھیے: طوالع الانوار: مولانا انوار الحق عثمانی، ص ۹۳ تا ۹۶، تاج الفحول اکیڈمی، ۲۰۰۸ئ)

شعروسخن: شعرگوئی کی طرف طبعی رجحان تھا درس گاہ میں ادق علمی مضامین پڑھانے کے باوجود ایک نازک خیال اور پُرگوشاعر تھے، فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے تھے، واصل تخلص فرماتے تھے، آپ کا بہت سا کلام عرس قادری کی رودادوں بہارِ بے خزاں، ہدایت (۱۲۹۸ھ) گل ریحانِ شریعت (۱۲۹۹ھ) ماہِ تابانِ اوجِ معرفت (۱۳۰۰ھ) اور گنجینۂ اسرارِ مکرمت (۱۳۰۰ھ) وغیرہ میں موجود ہے۔ اردو میں ۶۱ بند پر مشتمل ایک نعتیہ مخمس ''ترانۂ رحمت'' کے نام سے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ (جلد ۱/شمارہ ۷/۸ ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ) میں شائع ہوا تھا، بعد میں رسالے کی شکل میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع کیا گیا۔ سیف اللہ المسلول کی شان میں ۴۵ اشعار کا ایک فارسی قصیدہ بھی ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ (جلد ۳ شمارہ ۷، رجب ۱۳۱۷ھ) میں نظر سے گزرا۔

اپنے مرشد حضرت سیف اللہ المسلول کا اردو میں ایک خوبصورت سراپا نظم کیا ہے اس کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

دیکھ کر حرف مناقب کی ضیا سرتاسر — ورق سادہ تھا کیا بن گیا زیبا کاغذ
دیکھ کر حسن خدا داد کا جلوہ یکسر — اپنے جامے میں سماتا نہیں پھولا کاغذ
واہ کیا حسن کا عالم ہے کہ دست تحریر — بن گیا نام خدا نور کا پتلا کاغذ
خوب ڈھونڈا کیے لکھنے کو سراپائے حضور — صفحۂ دل کے سوا کوئی نہ پایا کاغذ
دم توصیف تجلیٔ رخ انور سے — سربسر نور کا دکھلاتا ہے جلوہ کاغذ
دیکھ رخسار کی خوبی ونزاکت یکسر — ورق گل کا ہوا رشک سے میلا کاغذ
برگ گل ہوگیا غیرت سے معاً پژمردہ — دیکھ اوصاف لبِ لعل کا تازہ کاغذ
منھ نظر آنے لگا بن گیا آئینۂ حسن — وصفِ دندانِ منور سے یہ چمکا کاغذ
چشم بددور جب اس آنکھ کی کھینچی تصویر — بن گیا ہم نظرِ نرگسِ شہلا کاغذ
آنکھیں دکھلاتا ہے کیا کیا یہ گلِ نرگس کو — پا گیا آپ کی آنکھوں کا اشارا کاغذ
کان وہ کان کہ تھے حسنِ خداداد کے کان — ان کی خوبی کا کرے کیسے احاطہ کاغذ

یہ کرامت ہے زباں کی کہ دم وصفِ بیاں
بولا اٹھتا ہے عجب وصف وثنا کا کاغذ
سینہ گنجینۂ اسرار خدا دانی تھا
اس کی وسعت کا احاطہ کرے کیا کیا کاغذ
کھینچنے کے لیے نقش قدم پاک حضور
پردۂ چشم کا سادہ نظر آیا کاغذ
ہیں اعانت کو شۂ فضل رسول ذی جاہ
خوف اب کیا ہے کہ اعمال کا نکلا کاغذ
لکھتا میں آپ کے اوصاف بہت کچھ واصلؔ
کیجیے کیا کہ مناسب نہیں ملتا کاغذ

(ماہِ تابانِ اوجِ معرفت: مرتبہ محمد اعظم علی قادری، ص ۲۱ / ۲۲، مطبوعہ میرٹھ ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء)

تصنیف وتالیف: درس وتدریس آپ کا میدان تھا، لہٰذا تصنیف وتالیف کی طرف خاص توجہ نہیں کی، لیکن دینی ضرورت کے وقت قلم اٹھایا، ابتدائی زمانے میں مولانا شاہ اسماعیل دہلوی کے متبعین اور آخری زمانے میں آریہ سماجیوں سے قلمی معرکہ آرائیاں رہیں، آپ کی جو تصانیف اب تک ہمارے مطالعے میں آئیں ہیں ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے، ممکن ہے ان کے علاوہ بھی ہوں۔

(۱) **الطوارق الاحمدیه :** سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی نے ۱۲۶۵ھ میں شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے عقائد ونظریات کے رد میں **البوارق المحمدیه لرجم الشیاطین النجدیه** (اس کا دوسرا نام **سوط الرحمن علیٰ قرن الشیطان** ہے) تصنیف فرمائی، اس کتاب کی اشاعت کے ۲۳ سال بعد ۱۲۸۸ھ میں مولانا بشیر الدین قنوجی نے **الصواعق الالٰهیه لطرد الشیاطین اللهابیه** (اس کا دوسرا نام **سیف الرحمن علیٰ رأس الشیطان** ہے) کے نام سے اس کا رد لکھا، مولانا بشیر الدین قنوجی کی اس کتاب کے جواب میں علامہ محب احمد قادری نے قلم اٹھایا اور **الطوارق الاحمدیه لاستیصال بناء دین النجدیه** (اس کا دوسرا نام **صارم الدیان علیٰ قرن الشیطان** ہے) تصنیف فرمائی جو ۱۲۸۸ھ میں مطبع نول کشور سے شائع ہوئی، یہ کتاب فارسی میں ہے اور ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) **صون الایمان عن وساویس قرن الشیطان** (اس کا دوسرا نام ''اشتہار اباطیل طوائف

اسماعیلیہ' بھی ہے) یہ اردو زبان میں ۲۶۲ صفحات کی ایک ضخیم کتاب ہے، یہ کتاب شاہ اسماعیل دہلوی صاحب اور ان کے ہم خیال علما کے عقائد، اصول اور مسائل کے رد میں اپنے موضوع پر جامع اور مدلل کتاب ہے، اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مناظرانہ نہج سے ہٹ کر ناصحانہ اسلوب اور آسان زبان میں لکھی گئی ہے، کتاب کی جامعیت اور اہمیت کے پیش نظر ہم اس کا قدرے تفصیلی تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل: عقائد کے بیان میں ہے، اس میں آٹھ مباحث ہیں۔ اور ہر بحث میں چند عقائد درج کیے گئے ہیں، مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شاہ اسماعیل دہلوی یا ان کے متبعین کا عقیدہ ذکر کیا ہے پھر یہ بتایا ہے کہ یہ عقیدہ شاہ اسماعیل دہلوی یا ان کے متبعین کی کس کتاب میں ہے اور اس کی عبارت کیا ہے، پھر اس مسئلہ میں اہل سنت کا عقیدہ درج کیا گیا ہے اور متقدمین ومتاخرین اہل سنت کی کتابوں سے اس عقیدے کے سلسلے میں حوالہ نقل کیا گیا ہے، مباحث کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) پہلی بحث تحقیق ایمان وکفر وتوحید وشرک کے بیان میں، اس میں ۸ عقیدے ذکر کیے ہیں
(۲) دوسری بحث الٰہیات کے بیان میں، اس میں ۹ عقیدے درج ہیں
(۳) تیسری بحث ملائکہ کے باب میں، اس میں ایک عقیدہ ہے
(۴) چوتھی بحث کتب سماویہ کے تعلق سے، اس میں ۶ عقیدے بیان کیے گئے ہیں
(۵) پانچویں بحث نبوت ورسالت کے باب میں، اس میں ۱۶ عقیدے ذکر کیے گئے ہیں
(۶) چھٹی بحث برزخ وقیامت کے سلسلے میں، اس میں ۱۴ عقیدے ذکر کیے ہیں
(۷) ساتویں بحث تعظیم صحابہ کے تعلق سے، اس میں ایک عقیدے کا بیان ہے
(۸) آٹھویں بحث کرامات اولیا کے سلسلے میں، اس میں ۴ عقیدوں کا بیان ہے۔

دوسری فصل: شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے مسلک کے ضروری اصول کے بیان میں، اس میں حوالہ کتاب کے ساتھ دس اصول ذکر کیے گئے ہیں پھر یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ اصول جمہور اہل سنت کے خلاف ہیں۔

تیسری فصل: مسائل شرعیہ کے بیان میں، اس میں ۱۴ مسائل ذکر کر کے ان کا اہل سنت کے خلاف ہونا دکھایا گیا ہے۔

چوتھی فصل: مکائد اور مغالطوں کے بیان میں، اس میں یہ دکھایا گیا ہے کے شاہ اسماعیل دہلوی کے متبعین نے کس طرح مغالطانہ ڈھنگ اختیار کیا ہے، اس میں ۲۹ مکائد (مغالطے) دکھائے گئے ہیں۔

خاتمہ: حضرات اسماعیلیہ کی خدمت میں چند ضروری معروضات۔

یہ کتاب مطبع جوالا پرکاش میرٹھ سے ۱۲۹۳ھ میں شائع ہوئی، کتاب کی اہمیت اور جامعیت کے پیش نظر تاج الفحول اکیڈمی نے اس کو اپنے اشاعتی منصوبے میں شامل کیا ہے، ان شاء اللہ جلد ہی تحقیق وتخریج اور جدید ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آنے والی ہے۔

(۳) ھدیۂ احمدیہ رد مبتدعات نجدیہ: یہ رسالہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'' کے رد میں تالیف کیا گیا، ۳۲ صفحات کا یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے، ۱۲۸۵ھ میں تالیف کیا گیا اور اسی سال مطبع الٰھی آگرہ سے شائع ہوا۔

(۴) الحدوث والقدم: یہ رسالہ آریوں کے عقیدۂ قدم عالم کے رد میں ہے، جو شیخ محمد عبدالغفار صاحب خان بہادر رئیس شیخوپور کی فرمائش پر تالیف کیا گیا، یہ اردو زبان میں ۳۲ صفحات کا رسالہ ہے جو خالص فلسفیانہ منہج پر لکھا گیا ہے۔ نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا، سنہ درج نہیں ہے، ہمارے اندازے کے مطابق یہ ۱۳۳۰ھ کے آس پاس کی تصنیف ہے۔

(۵) التناسخ: یہ بھی آریوں کے رد میں ہے، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ آریوں کے خاص عقیدے تناسخ (آواگون) کے رد وابطال پر مشتمل ہے، یہ رسالہ بھی شیخ محمد عبدالغفار صاحب خان بہادر رئیس شیخوپور کی فرمائش پر تالیف کیا گیا، اردو زبان میں ۲۰ صفحات کا رسالہ ہے، جو نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا، سنہ طبع درج نہیں ہے، یہ بھی غالباً ۱۳۳۰ھ کے قریب ہی کی تصنیف ہے۔

(۶) الکلام الحق الجلی: یہ یہی زیر نظر رسالہ ہے جس کا تعارف ابتدائیہ میں گزر چکا۔

(۷) الابتھاج بذکر معراج صاحب التاج: موضوع نام سے ظاہر ہے، مطبوعہ ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ (جلد ۳ شمارہ ۷، رجب ۱۳۱۷ھ)

(۸) رسالہ عظمت اولیاء اللہ: اس کا موضوع بھی نام سے ظاہر ہے، مطبوعہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ (جلد ۱ رشمارہ ۱۱ / ۱۲، ربیع الاول، ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ) یہ دونوں رسالے "نگارشات محب احمد" میں شامل کر لیے گئے ہیں۔

(۹) توضیح حق: مولانا کے سابق الذکر رسالے الحدوث والقدم اور التناسخ کی بعض عبارات پر ایک معاصر سنی عالم نے بعض اعتراضات کیے تھے، اس رسالے میں انہیں کا جواب دیا گیا ہے ۔ایک عالم ربانی کس انداز میں اپنے مخالف اور معترض کو مخاطب کرتا ہے یہ رسالہ اس کی بہترین نظیر ہے، اس رسالے میں مولانا نے جولب ولہجہ اور اسلوب اختیار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا خالص علمی اختلافات کو ذاتی اور شخصی مخاصمت و مخالفت بنانے کے عادی نہیں تھے، اور یہی ایک عالم ربانی کی شان ہے۔ اردو میں یہ رسالہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، جو مطبع قادری بدایوں سے شائع ہوا ہے، سنہ موجود نہیں ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ۱۳۳۳ھ میں شائع ہوا تھا۔

فتاویٰ اور مضامین: کبھی کبھی مدرسہ قادریہ کے دارالافتا سے آپ نے فتوے بھی صادر کیے، اس کے علاوہ وقتی ضرورت کے پیش نظر اہم موضوعات پر مقالات و مضامین بھی قلم بند فرمائے، آپ کے فتاویٰ اور مضامین ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ اور ماہنامہ شمس العلوم بدایوں میں شائع ہوا کرتے تھے، ان دونوں مجلوں سے آپ کے بعض فتاویٰ اور مضامین کا انتخاب ہم نے "نگارشات محب احمد" کے نام سے کیا ہے، جو طباعت کے مراحل میں ہے۔

وفات: ۷۵ سال کی عمر میں ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء میں وفات پائی، درگاہ قادری بدایوں میں سپرد خاک کیے گئے، اور اس شعر کو سچ ثابت کر گئے:

جیتے جی تو کیا چھٹے گی ہم سے میخانے کی خاک

الکلام الحق الجلی
فی کون اقدام امام الاقطاب
علیٰ عنق کل ولی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتا

کیافرماتے ہیں فقہائے عظام، محدثین فخام، متعلمین اعلام اورصوفیۂ کرام اس بارے میں کہ ان ایام میں بعض حضرات دعوے کرتے ہیں کہ قول جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ مراد اس سے خاص آپ کے مریدین تھے نہ کہ دیگر سلاسل کے اولیا، گو اُس وقت حاضر مجلس بھی ہوں اور بعض حضرات مجددیہ فرماتے ہیں کہ اس سے خاص وہ اولیا مراد ہیں جو آپ کی مجلس میں حاضر تھے خواہ مرید یا غیر مرید مگر اولیا دیگر سلاسل کے جو دیگر بلاد میں گو آپ کے عصر میں تھے داخل نہیں اور بعض حضرات مجددیہ فرماتے ہیں کہ مراد وہ اولیا تھے جو آپ کے ارشاد کے وقت اُسی زمانے میں درجۂ کمال کو پہنچ گئے تھے خواہ آپ کے سلاسل کے خواہ دیگر سلاسل کے مگر وہ حکم صرف زمانۂ حیات دینوی تک باقی رہا بعد وفات کے وہ مرتبہ جاتا رہا، پس دوسرے افراد کو اور اقطاب کو اُس حکم سے خارج سمجھنا لازم وضروری ہے۔

غرض یہ کہ حضرت جناب خواجہ بہاء الدین نقشبندی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی اور اُن کے سلاسل کے اتباع کاملین ہرگز قطعاً اور یقیناً داخل نہیں ہو سکتے ہیں اور دلیل اُس کی یہ ہے کہ کتاب زبدۃ الاسرار و بہجۃ الاسرار وغیرہ میں کسی جگہ قید فی وقتہ اور فی عصرہ کی منقول ہے اور کسی جگہ ذکر ہے پچاس رجال کا اولیا سے کہ اُنھوں

نے اپنی گردنوں کو جھکایا اور کسی جگہ تین سو اولیا کا ذکر ہے پس اس قول کو حکم عام اور قضیۂ کلیہ سمجھنا غیر معقول ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر وہ قول حکم عام اور قضیۂ کلیہ رہے گا تو انبیائے کرام کو بھی شامل ہو گا حالانکہ ترجیح غیر نبی کی نبی پر کفر صریح ہے اور اگر تخصیص غیر انبیا کی بخیال آیات قرآن مجید کے کی جائے گی تو صحابہ کو شامل رہے گا اور ترجیح غیر صحابی کی صحابی پر اگرچہ کفر نہیں ہے مگر یہ مذہب جمہور بے شک قول مردود و مہجور قبیح ہے۔ بالجملہ تاویل و تخصیص اُس قول کی یا انکار ورد اُس کلیہ کے عموم کا ضرور ہے اور آپ کو افضل دیگر اولیا سے سمجھنا اور جملہ لاحقین اولیا کو آپ کا محکوم و مستفید جاننا باطل و زور ہے۔

یہ بیان ہے دعاوی و دلائل حضرات مجددیہ کا اور بعض حضرات چشتیہ بھی باتباع ایسے ہی دلائل کے گاہ گاہ اُن کے مقلد و ہم داستان ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی کچھ فرماتے ہیں اور بعض حضرات مجددیہ گاہ گاہ یہی دعوے فرماتے ہیں کہ یہ قول حضرت جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے حالت غلبۂ سکر و شطحیات میں یا جوش واردات میں یا ابتدائے جوانی میں یا بطور عجب نفسانی کہا تھا پس تسلیم و تصدیق اُس کی غیر ضرور ہے گو قائل کلمات سکریہ کا معذور ہے اور اُس پر یہ دلیل لایا کرتے ہیں کہ جناب شیخ مجدد الف ثانی صاحب نے اپنے مکتوبات میں اُس کی خود بھی تصریح کر دی ہے اور حوالہ و سند عوارف شیخ الشیوخ حضرت سہروردی سے بھی اُس کی تائید و تصحیح کر دی ہے۔

پس اس بارے میں ازروئے کتب معتبرہ و معتمدہ کے بروایات مستندہ کے عموماً اور کتاب زبدۃ الاسرار و بہجۃ الاسرار کے خصوصاً کیا ظاہر ہے؟ اور فقہ و عقائد و تصوف سے مطابق آیات و احادیث و اقوال فقہائے عظام و اولیائے کرام کے کیا ثابت ہے؟ جواب باصواب بحوالہ و نقل عبارات معتمدۂ کتب عنایت ہو۔

☆☆☆

الجواب

واضح ہو کہ یہ مسئلہ فقہ وکلام کا نہیں ہے کہ آیات واحادیث اس بارے میں لکھی جائیں ہاں البتہ یہ ارشاد عام جناب غوث انام وامام الفقہاء والمحدثین سید الاولیا اکمل الافراد افضل الاقطاب محبوب سبحانی سید شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بہ تواتر روایات اولیائے کرام ہے اور تسلیم کرتے چلے آنا جماہیر اکابر اولیائے عظام کا اس کو ثابت بلا کلام ہے پس جو شخص اُن حضرات کی تصریحات وارشادات کو رد کرتا ہو اور باطل وکذب کہتا ہو اُس سے حاجت بحث نہیں ہے اور جو شخص معتقد اُن حضرات کا ہو اُس کو اسی قدر کافی ہے کہ از روئے کتب معتبرۂ معتمدۂ اولیائے کرام کے ظاہر ہے حضور جناب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے علی الاطلاق بہ تعمیم تمام، بطور استغراق وہ حکم عام فرمایا ہے اور بہ شہادت اولیائے کرام بالہام ومکاشفۂ یقظ ومنام ثابت ہے کہ مراد اُس سے بعض افراد اولیا یعنی خاص اپنے مریدین یا خاص اپنے مجلس والے یا خاص اپنے عصر والے نہ تھے بلکہ سیادت مطلقہ اور اکملیت عامہ اور افضلیت تامہ افراد واقطاب وابدال وغیرہم کل اصناف اولیا پر مراد ہے اب چند روایات معتمدہ کا لکھنا ضرور ہے تسلیم یا تکذیب کرنے پر ہر شخص اس وقت میں کہ فتنہ وقرب قیامت کا ہے مختار وغیر مجبور ہے۔ کتاب زبدۃ الاسرار حضرت محقق محدث دہلوی میں جو ہر اہل انصاف کی نزدیک بلا خلاف مانند ملفوظات مروجہ بے سروپا کے نہیں ہے بلکہ ہر روایت کو بحوالۂ سند معتمد کے تحقیق کیا ہے لکھا ہے کہ حضور غوث پاک نے فرمایا ہے:

ا۔ زبدۃ الاسرار: شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص: ۶۶، ۶۷

الانس لهم مشايخ والجن لهم مشايخ والملائكة لهم مشايخ وانا شيخ الكل، بيني وبين مشايخ الخلق كلهم بعد مابين السماء والارض لايقيسوني باحد ولاتقيسوا عليّ احد (۱)

یعنی جتنے مشائخ انس وجن وملائکہ کے ہیں ہم سب کے شیخ ہیں درمیان ہمارے اور درمیان مشائخ جمیع مخلوقات کے فرق زمین وآسمان کا ہے ہمارا قیاس کسی دوسرے پر اور قیاس کسی دوسرے کا ہم پر نہ کرو۔

اور اسی زبدۃ الاسرار میں حضرت محدث دہلوی نے فرمایا ہے:

فصل فی ذکر قوله قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ وکونه ماموراً فيه واخبار المشايخ المتقدمين به وانقياد المعاصرين له فيه ووضع رقابهم حين قاله شرقاًوغرباًحاضراًوغائباً۔ (۲)

یعنی یہ فصل ہے حضور اقدس کے قول ''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے'' کے ذکر میں اور آپ کے مامور ہونے میں ساتھ فرمانے اُس ارشاد کے اور خبر دینے مشائخ متقدمین ساتھ اُس کے اور بیان تابعداری کرنے معاصرین کے اور رکھنے گردنیں اپنی کے شرق وغرب میں خواہ حاضر تھے خواہ غائب۔

اور اُسی میں ہے:

قال الشيخ ابوسعيد القيلوني قدس سره لما قال الشيخ عبدالقادر رضی اللّٰہ عنه قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ تجلی الحق عزوجل علی قلبه وجاء ته خلعة من رسول اللّٰہ ﷺ علی يدطائفة من الملائكة المقربين والبسها بمحضر من جميع الاولياء من تقدم منهم او تاخر الاحياء باجسادهم والاموات ارواحهم وكانت الملائكة ورجال الغيب واقفين فی الهواء صفوفا حافين بمجلسه حتی

۲۔ مرجع سابق ص:۶

۳۔ مرجع سابق ص:۱۰

انسد الافق بهم ولم یبق ولی فی الارض حتی حنا عنقه۔ (۳)

حضرت شیخ ابوسعید قیلونی قدس سرہ سے مروی ہے کہ جب حضور غوث پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر اللہ کے ولی کی گردن پر ہے تو اس وقت حق سبحانہ وتعالیٰ کی تجلی آپ کے دل پر ظاہر ہوئی اور دربار حضور سید المرسلین ﷺ سے فرشتوں کی معرفت ایک خلعت خصوصیت کا آیا اور سب اولیائے متقدمین ومتاخرین ساتھ اجساد و ارواح کے حاضر ہوئے ان کے سامنے آپ خلعت پہنایا گیا اور تمام فرشتے اور رجال الغیب آپ کی مجلس مبارک کو گھیرے ہوئے تھے اور فضا میں صف باندھے کھڑے تھے یہاں تک کہ افق ان کی تعداد کے سبب بند ہو گیا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ رہا جس نے اپنی گردن نہ جھکائی۔

اور حضرت حیرالی قدس سرہ سے مروی ہے

لما اتی الشیخ عبدالقادر الامر بقول قدمی هذه زاد الله تعالٰی جمیع الاولیاء نوراً فی قلوبهم وبرکة فی علومهم وعلوا فی احوالهم ببرکة وضعهم رؤسهم۔ (۴)

یعنی جب حضور اقدس کو اُس ارشاد کا حکم ہوا اللہ تعالیٰ نے سب اولیائے کرام کے نور کو اُن کے دلوں میں زیادہ کر دیا اور اُن کے علموں میں اور برکت بڑھائی اُن کے حالوں کو بلند کر دیا اُن سب اولیا کے اپنے گردنوں کو آپ کے قدم کے نیچے رکھ دینے کی برکت سے۔

اور اُسی میں آگے فرماتے ہیں ہے:

اخبر المشایخ عن الشیخ ابی سعید انه قیل له هل قال الشیخ عبدالقادر ذلک بامر قال بلی وقالها بامر لا شک فیه وهی لسان

۴۔ زبدۃ الاسرار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص:۱۷

۵۔ مرجع سابق ص:۸

القطبية و من الاقطاب فی کل زمان من یؤ مر بالسکوت فلا یسعه الا السکوت و منهم من یؤ مر بالقول فلا یسعه الا القول و هو الاکمل فی مقام القطبية۔ (۵)

یعنی لوگوں نے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ سے دریافت کیا آیا یہ ارشاد حضور اقدس نے بامر الٰہی فرمایا ہے؟ کہا ہاں بیشک بامر الٰہی کہا ہے اور بعض اقطاب مامور ہوتے ہیں ساتھ سکوت کے پس اُن کو سکوت لازم ہوتا ہے اور بعض مامور ہوتے ہیں اعلان کے پس اُن پر اعلان لازم ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ مقام قطبیت میں سب سے زیادہ کامل ہے۔

اور اُسی میں ہے:

عن الشیخ خلیفة الاکبر قال رأیت رسول اللّٰہ ﷺ فقلت له قد قال الشیخ عبدالقادر رضی اللّٰہ عنه قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ فقال صدق الشیخ عبدالقادر و کیف لا و هو القطب و انا اعاه۔ (۶)

حضرت شیخ خلیفہ قدس سرہ نے حضور سید المرسلین ﷺ سے واقعۂ صادقہ میں دریافت فرمایا تو ارشاد ہوا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے اور وہ قطب زمان ہیں اور ہم اُن کے پرورش اور نگہبانی فرماتے رہتے ہیں۔

زبدۃ الاسرار میں یہ بھی ہے:

فصل فی ذکر احترام المشایخ الکرام له رضی اللّٰہ عنه

فصل مشائخ کرام کے آپ کا احترام کرنے کے بارے میں۔

اس فصل میں ہے کہ:

منها ما نقل عن الشیخ ابی محمد القاسم البصری انه لما سئل ابا العباس الخضر علیه السلام عنه رضی اللّٰہ عنه قال هو فرد الاحباب و قطب الاولیاء فی هذا الوقت و ما اوصل اللّٰہ تعالیٰ ولیاً الی مقام الا

۶۔ مرجع سابق ص:۱۱

وكان للشيخ عبدالقادر اعلاه ولا وهب اللّٰہ لمقرب حالاً الا وكان الشيخ رضی اللّٰہ عنه اجله وما اتخذاللّٰہ وليا كان اويكون الا وهو متادب فی سره مع الشيخ عبدالقادر الی يوم القيامة۔(۷)

شیخ قاسم بصری قدس سرہٗ سے مروی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضور غوث پاک فرد احباب اور قطب اولیا ہیں، اس وقت میں نہ پہنچایا اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام پر مگر واسطے آپ کے سبب سے، اور نہ بخشا اللہ تعالیٰ نے کسی مقرب کو کوئی حال مگر ہے واسطہ آپ کے اجل اُس میں کا اور نہ بنایا اللہ نے کوئی ولی گزشتہ یا آئندہ مگر یہ کہ وہ ادب کرنے والا ہے شیخ عبدالقادر کا قیامت تک۔

اور اسی فصل میں ہے:

ومنها مانقل عن الشيخ ابی مدين رضی اللّٰہ عنه انه قال لقيت ابا العباس خضر منه ثلثة اعوام مسالته عن مشائخ المشرق والمغرب وسئالته عن الشيخ عبدالقادر رضی اللّٰہ عنه فقال هو امام الصديقين وحجة علی العارفين وهو روح فی المعرفة وشانه الغربة بين الاولياء لم يبق بينه وبين الخلق الا نفس واحد ومراتب الاولياء كلهم من وراء ذلك النفس۔(۸)

شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں میں خضر علیہ السلام سے تین سال پہلے ملاقات کی اور ان سے مشرق ومغرب کے مشائخ اور شیخ عبدالقادر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے کہا وہ صدیقین کے امام اور عارفین کی حجت و دلیل ہیں وہ معرفت میں روح اور اولیاء میں نادر الشان ہیں ان کے اور مخلوق کے بیچ ایک نفس باقی ہے مراتب اولیا اس نفس کے پیچھے ہیں۔

۷۔ مرجع سابق ص:۲۰

۸۔ مرجع سابق ص:۲۱

اور اُسی میں آگے ہے:

منہا ما نقل عن الشیخ ابی سعید احمد بن ابی بکر الحریمی و الشیخ ابی عمر و الصریفنی عثمان انہما قالا و اللّٰہ ما اظہر اللّٰہ سبحانہ و لا یظہر الی الوجود من الاولیاء مثل الشیخ عبد القادر۔ (۹)

یعنی شیخ احمد حریمی اور شیخ ابو عمر عثمان سے مروی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا قسم خدا کی نہ ظاہر کیا خدا تعالیٰ نے زمانہ گزشتہ میں اور نہ ظاہر کرے گا وجود عالم تک اولیا میں مثل شیخ عبد القادر کے۔

اور اسی میں ہے:

وقد اشتہر ہذا القول من ہذین الشیخین فی مشایخ عصرہما و تقاولوا فیہ فاستقر رائہم علی انہ ولو لم یکن لہم علیہ دلیل لما حکموا بذلک موکدا بالقسم۔ (۱۰)

اور تحقیق مشہور ہوا قول اُن دو بزرگوں کا مشائخ عصر میں اور فکر اور بحث کی اُس میں پس مشائخ اُسی پر قائم رہے اگر کوئی دلیل نہ ہوتی تو ہرگز نہ حکم کرتے قسم کی تاکید کے ساتھ۔

اور اُسی میں ہے:

و منہا ما نقل ان الشیخ ابا محمد بن علی بن ادریس قال الشیخ الکبیر شہاب الدین ابی حفص عمر السہروردی رضی اللّٰہ عنہما احکی لنا رویا صالحۃ فقال رأیت قیام الساعۃ و الانبیاء و الاولیاء سائرون الی الموقف فاقبل نبی و معہ امتہ کالسیل فی الکثرۃ و رأیت فی تلک الامۃ شیوخاً متفاوتۃ فی عدد الانوار و رأیت شیخاً بینہم افضل منہم

۹۔ مرجع سابق نفس الصفحہ

۱۰۔ مرجع سابق نفس الصفحہ

۱۱۔ زبدۃ الاسرار: شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص: ۲۴

فقلت من ھذا فقیل الشیخ عبد القادر۔(۱۱)

ابو محمد بن علی بن ادریس سے منقول کہ شیخ کبیر شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی نے فرمایا کہ ہم سے سچا خواب بیان کیجیے تو آپ نے فرمایا میرے اوپر خواب میں قیامت کا حال ظاہر ہوا پس سب انبیا اور اولیا کو اور جناب سید المرسلین کو ساتھ اُن کے شیوخ امت کے دیکھا، ان میں ایک شیخ کو سب سے افضل پایا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ شیخ عبد القادر ہیں۔

اس قدر روایات مختصرہ سے تخصیصات کے بلا دلیل دعووں کے بطلان کا حال بخوبی ظاہر ہوگیا۔

باقی رہا وہ کلمہ کہ ''بعد آپ کی وفات کے وہ مرتبہ جاتا رہا'' پس حاجت اس کے ابطال کی نہیں ہے کہ ایسا کلمہ کاذبہ باطلہ بغیر از غضب الٰہی و بربادیٔ دین و دنیا کے مستبعد ہے۔

زبدۃ الاسرار میں ہے کہ حضور غوث پاک نے فرمایا ہے:

تکذیبکم لی سم ساعة لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم۔(۱۲)

تمہارا مجھے جھٹلانا تمہارے دین کے لیے زہر ہے، اور تمہاری دنیا اور دین کے چلے جانے کا سبب ہے۔

اور حضور غوث پاک نے یہ شعر بھی فرمایا ہے ؎

افلت شموس الاولین و شمسنا

ابداً علی افق العلی لا تغرب (۱۳)

یعنی اگلے اقطاب و افراد و مشائخ کا آفتاب چند روز چمکا پھر غائب ہوگیا اور ہمارا آفتاب امامت و ولایت و فیض ہمیشہ درخشاں رہے گا جس سے فیضیاب سارا جہاں ابدالآباد تک ہوگا۔

زبدۃ الاسرار میں ہے:

اخبر جمع من المشایخ انه قال تاج العارفین الشیخ ابو الوفا یا

۱۲۔ مرجع سابق ص:۶۷

۱۳۔ مرجع سابق ص:۱۸۱

عبدالقادر کل دیک یصیح ویسکت ودیکک یصیح الی یوم القیامۃ۔ (۱۴)

مشائخ کی ایک جماعت نے خبر دی کہ شیخ ابوالوفا نے فرمایا کہ سب اولیا کا مرغ بول کر خاموش ہو جاتا ہے مگر شیخ عبدالقادر کا مرغ قیامت تک بولتا رہے گا۔

اسی طرح سب اکابر فرماتے چلے آئے ہیں اور جس مصلحت سے وہ دعویٰ کاذب و باطل بنایا گیا اُس کا حال یہ ہے کہ جب جناب بادشاہ عراق حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور بادشاہ فارس حضرت جناب خواجۂ بہاء الدین نقشبندی اور بادشاہ ہندوستان ہندالولی حضرت خواجۂ خواجگاں جناب خواجہ معین الحق والملۃ والدین چشتی اجمیری اور اُن سب کے اکابر سلسلہ بھی حضور غوث اعظم کے فیض روحانی سے مستفید ہیں اور اُن سب کے رقاب پر قدم جناب قطب الاقطاب افضل الافراد اکمل الاحباب کا ہے پس وہ حضرات اور اُن کے اتباع و مریدان عالی درجات جیسی حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور قاضی حمید الدین ناگوری اور اُن کے مریدین سلسلۂ سہروردیہ کے اور حضرت شیخ فرید الدین اور حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا بدایونی اور حضرت مخدوم علی صابر وغیرہ حضرات چشتیہ اور خواجۂ باقی باللہ دہلوی اور حضرت میر ابواب علی صاحب اکبر آبادی وغیرہ نقشبندیہ کب اس دائرے سے قدم باہر رکھنا اور گردن اپنے علیحدہ کھینچنا پسند اور گوارا فرمائیں گے ہاں البتہ اگر اُن حضرات نے صراحتاً انکار عموم اُس ارشاد کا اور خارج ہونا اپنا بیان فرمایا ہے تو بعد صحت تواتر روایت وصراحت وقطعیت دلالت وثبوت دیگر شرائط معارضہ کے فرمانا اُن کا معارض ٹھہرایا جاسکتا تھا ورنہ افترا اُن حضرات کرام پر ہے اور دعوی بلا سند ودلیل غیر مقبول ومحض لغو فضول ہوتا ہے۔

اب چند روایات متعلق استفادہ وانتفاع اکابران کبرائے دین، مقبولان رب العالمین کے بھی حضور اقدس سے اور تسلیم کرنے آپ کے ارشاد کے مطابق دیگر اکابر امجاد کے لکھے جاتے ہیں زبدۃ الاسرار میں حضرت شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے:

اخبر المشایخ عن الشیخ ابی النجیب السھروردی انہ حضر

۱۴۔ مرجع سابق ص:۷

مجلس الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فقال رضی اللہ عنہ "قدمی ھذہ" فطأطأ الشیخ ابو النجیب السھروردی راسہ حتی کادت تبلغ الارض وقال علی راسی علی راسی علی راسی۔ (۱۵)

یعنی حضرت شیخ سہروردی کے مرشد واستاذ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی آپ کے دربار میں حاضر ہوئے آپ نے وہ ارشاد فرمایا کہ میرا قدم سب اولیا کی گردن پر ہے پس حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی نے گردن جھکادی اور کہا میرے سر پر میرے سر پر میرے سر پر۔

اور نیز زبدۃ الاسرار میں خواجہ یوسف ہمدانی (جو اکابر مشائخ سلسلۂ شیخ بہاؤ الدین نقشبندی سے ہیں) سے نقل فرمایا ہے کہ اُنھوں نے کہا:

سمعت شیخنا الشیخ ابا احمد عبداللہ بن علی بن موسی الجونی المقلب بالجفی یقول اشھد انہ سیولد بارض العجم مولود لہ مظھر عظیم باکرامات قبول تام عندالکافۃ ویقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ویندرج الاولیا فی زمانہ تحت قدمہ ذلک الذی شرف بہ زمانہ وبہ ینتفع من ورائہ۔ (۱۶)

یعنی میں نے اپنے شیخ حضرت عبداللہ جونی سے سنا کہ آپ نے فرمایا تھا عجم میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ امتوں کے ساتھ اس کی عظیم شان ہوگی اور اسے عام مقبولیت ہوگی اور وہ فرمائے گا میرا یہ قدم ہے ہر ولی کی گردن پر اور سب اولیا اُن کے قدم کے نیچے اُن کے زمانے میں مندرج ہوں گے اور اُن کے بعد کے لوگ اُن سے نفع پائیں گے اور فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

اور شرح کبریت احمر میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجۂ خواجگاں جناب معین الدین چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا بل علی حدقۃ عینی (بلکہ میری آنکھ کی پتلی پر) جب حاضرین نے سبب

۱۵۔ زبدۃ الاسرار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۱۴

۱۶۔ مرجع سابق ص: ۶

اُس کا پوچھا فرمایا کہ ہمارے بڑے بھائی حضرت غوث اعظم کو قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانے کا حکم ہوا پس سب اولیا نے اس کو قبول کیا لہٰذا میں نے اپنی گردن پر بلکہ آنکھ پر رکھنا قبول کیا۔(۱۷)

سفینۃ الاولیا میں ہے:

امام یافعی گفتہ اند کہ اکثرے از مشایخ یمن بحضرت غوث اعظم نسبت درست کردہ اند و خواجہ معین الدین چشتی و شیخ شہاب الدین سہروردی سرہما علازمت آنحضرت رسیدہ فیض و جمعیت باطن حاصل نمودہ اند۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ یمن کے اکثر مشائخ نے حضرت غوث اعظم سے اپنی نسبت قائم کی ہے، اور خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شہاب الدین سہروردی نے بھی آپ سے فیض باطن حاصل کیا تھا۔

اور نیز سفینۃ الاولیا میں حضرت یوسف ہمدانی کے حال میں جو مرشدان سلسلہ نقشبندیہ سے ہیں لکھا ہے:

شیخ عبداللہ جونی و شیخ سمتانی صحبت داشتند و در بغداد بمجلس حضرت غوث الاعظم اکثر حاضری شدند۔(۱۹)

شیخ عبداللہ جونی اور شیخ سمتانی حضور غوث اعظم سے صحبت رکھتے تھے، اور آپ کی مجلس میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔

اس قسم کی روایات بھی بکثرت ہیں پس بمقابلہ ارشاد عام جناب حضرت غوث انام اور تسلیم تمام اولیائے عظام کے عموماً اور اُن اکابر کے خصوصاً حضرات مجددیہ کا وہ ایجاد و اجتہاد دور از صواب ہے اور بعض حضرات چشتیہ کا اُن کی تقلید کرنا بغیر فہم مراد کے موجب استعجاب ہے مگر بمقتضائے زماں کچھ جائے تعجب نہیں کہ بہت مشائخ جہال اس زمانے کے جو ظاہر میں منجملہ اہل

۱۷۔ دیکھئے کبریت احمر، ص:۵، مطبع کثیر المنافع المسمی بسلطان المطابع

۱۸۔ سفینۃ الاولیاء: محمد دارا شکوہ، ص:۵۰، مطبع نول کشور

۱۹۔ سفینۃ الاولیاء: محمد دارا شکوہ، ص:۷۵، مطبع نول کشور

سنت شمار کیے جاتے ہیں باوجود موجود ہونے عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عقائد اہل سنت میں پھر بھی مقلد روافض تفضیلیہ کے جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر ائمہ اہل بیت کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دینے کو محبت اہل بیت کی جانتے ہیں۔ چنانچہ فقہا اکبر امام اعظم رضی اللہ عنہ سے لے کر نظام العقائد مشہور بعقائد نظامیہ حضرت ہادینا و مرشدنا جناب مولانا فخر الملۃ والدین چشتی دہلوی قدس سرہ تک یہ عقیدہ کتب عقائد علما و اولیا میں بالاتفاق مندرج ہے اور فقہائے کرام تو یہاں تک صاف صاف فرماتے ہیں:

الرافضی ان انکر خلافۃ الشیخین فھو کافر وان فضل علیا علی الشیخین فھو فاسق۔

رافضی اگر انکار کرے شیخین کی خلافت کا تو کافر ہے اور اگر حضرت علی کو دے فضیلت شیخین پر تو فاسق ہے۔

اور (یہ مشائخ) خود ان کے ارشاد صریحہ کو بلکہ احادیث صحیحہ کو جو مع نقول اجماع صحابہ وسلف کہ بہ شہرت و تواتر کتب معتمدۂ اہل سنت میں ثابت ہیں کبھی اپنی وقاحت سے باطل ٹھہراتے ہیں، کبھی اپنی سفاہت سے باوجود تلفظ کے زبان سے پھر اُس کو ماؤل بلکہ مہمل گردانتے ہیں اور روایات ضعیفہ بلکہ حکایات باطلہ سے دلیل لاتے ہیں بایں ہمہ پھر اپنے کو اہل سنت و جماعت سے بتاتے ہیں اور بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ ”مراد اُس افضلیت سے جو شیخین کے واسطے ثابت ہے تقدم بادشاہت وامور دنیا میں ہے یعنی وہ خلیفۂ اول و دوم ہیں مگر مراتب دین و تقرب اخروی و کرامت عند اللہ وعند الرسول میں جناب امیر علیہ السلام کے افضل ہونے کا اعتقاد لازم ہے حالانکہ اس تقدیر پر عقائد میں اس مسئلہ دینی کا ذکر بہت واجب تھا نہ صرف تقدم بادشاہت و خلافت دینوی کا غایت الامر دونوں کا ذکر لازم۔

بالجملہ یہ حال اُن مشائخ زمانے کا ہے جو فقہ و عقائد کو مانتے ہیں اور جو اپنے واسطے علم لدنی باطنی کر کے شریعت کو لغو جانتے ہیں وہ تو تفضیل حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی انبیائے عظام پر بھی مانند حضرت خلیل اللہ و حضرت صفی اللہ و حضرت کریم اللہ و حضرت روح اللہ علیہم السلام کے کمال عرفان ٹھہراتے ہیں بلکہ اصل الایمان بتاتے ہیں اور جو ان میں سے شاعری کے ذوق میں

گرفتار ہیں وہ تو صراحتاً صاف صاف بمقابلۂ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے انبیائے کرام علیہم السلام کی اہانت و استخفاف کرنے پر ہی اپنے اشعار میں ہر لحظہ آمادہ و تیار ہیں نعوذ باللہ منہ حالانکہ تفضیل غیر نبی کی نبی پر بالا جماع کفر و ضلال ہے اور مساوات غیر نبی کی نبی سے مراتب تقرب الٰہی میں محال ہے جب عقائد مسلمہ جمہور صحابہ و تابعین و دیگر سلف صالحین بلکہ ضروریات دین کی نسبت ان مشائخ کا یہ خیال ہے پھر مسائل الہامیہ اولیائے کرام کے تسلیم کر لینے کا بمقابلۂ اُن کے خیالات کے اُن سے کیا احتمال ہے؟

انکار کی پہلی دلیل کا حال

باقی رہا اُن کا استدلال سو وہ بھی ایک خام خیال ہے پہلے استدلال کا یہ حال ہے کہ اگر بعض روایات میں، بعض اوقات میں، بعض خطابات میں، بعض اولیائے کرام نے جو ذکر عصر و وقت کا یا عدد خاص کا کیا ہے تو اُس سے قطعاً حصر عدد خاص میں یا زمانہ خاص میں ثابت نہیں ہوسکتا ہے خصوصاً اس صورت میں کہ اُنھیں بعض اولیا سے دوسری بعض روایات میں حکم تعمیم کی نقل و تسلیم بھی ثابت ہوئی پس یا تو وقت ذکر عدد و عصر و وقت کے حال استغراق و اطلاق کا اُن پر منکشف نہ ہوا ہوگا یا یہ کہ قید ذکر عدد یا وقت یا مجلس کی جو کسی تقریر میں آ گئی ہے اتفاقی ہے نہ کہ احترازی پس باوجود ان سب احتمالوں کے صرف کسی قید سے تکذیب دوسرے اولیائے کرام کے مکاشفہ و الہام کی تصریح عموم کی لازم نہیں آ سکتی ہے۔

انکار کی دوسری دلیل کا حال

اور دوسرے استدلال کا حال یہ ہے کہ قطع نظر اس امر سے کہ جس طرح تخصیص انبیائے کرام کی بدلالت تواتر احادیث شریف کے ہوسکتی ہے مگر یہ مستلزم نہیں ہے اس کو کہ جب بدلیل قوی آیت و حدیث کی کچھ تخصیص ضروری مسلم ہو تو بلا دلیل بھی تخصیص کر لینا عام صریح میں لازم ہو جائے۔

ان دلیلوں کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ باعتبار محاورۂ عام مشائخ کرام کے لفظ ولی شامل انبیائے کرام و اصحاب عظام کو نہیں ہوتا ہے نسبت افضلیت مرتبۂ نبوت و صحابیت کی مرتبۂ ولایت مصطلحہ عرفیہ سے، پس اس لفظ کے معنی عرفی کے عام رکھنے سے تفضیل صحابۂ کرام پر بھی

لازم نہیں آتی کہ وہ بحسب ایسے محاورات کے اُس میں داخل نہیں ہیں چہ جائے کہ انبیائے کرام پر، تا مخالفت قرآن وحدیث وعقائد اہل سنت کے لازم ہو۔

محدث دہلوی نے زبدۃ الاسرار میں فرمایا ہے:

ومنها مانقل عن الشیخ الجلیل ابی عبداللّٰہ محمد بن احمد البلخی رضی اللّٰہ عنه کشف لی عن اسرار الغیوب ومقامات اولیاء اللّٰہ فکان ممارأیت مقاماً تزل اقدام العقول فی سره (۲۰)

یعنی شیخ محمد بلخی (جو مرید ہیں حضرت غوث پاک کے) فرماتے ہیں کہ اسرار غیوب اور مقامات اولیا کے مجھ پر مکشوف ہوئے اور ایک مقام ایسا دیکھا کہ عقول اُس کے دریافت سے عاجز ہیں۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

ثم بعدمدة علمت من فیه ای انه مقام رسول اللّٰہ ﷺ فرأیت رسول اللّٰہ ﷺ وعن یمینه آدم علیه السلام وابراهیم علیه السلام وجبریل صلوات اللّٰہ علیهم وعن شماله نوح وموسٰی وعیسٰی علیهم الصلوٰة والسلام وبین یدیه اکابر الصحابة والاولیاء علی هیئة الخدم کانّ علی رؤسهم الطیر من هیبة ﷺ وکان ممن عرفته من الصحابة ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وحمزة والعباس رضی اللّٰہ عنهم ومن الاولیاء معروف الکرخی والسری السقطی والجنیدی البغدادی وسهل التستری وتاج العارفین ابو الوفاء والشیخ عبدالقادر والشیخ عدی بن مسافر والشیخ احمد الرفاعی قدس اللّٰہ اسرارهم وکان اقرب الصحابة الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ابوبکر ن الصدیق رضی اللّٰہ عنه وکان من اقرب الاولیاء الیه الشیخ عبدالقادر

۲۰۔ زبدۃ الاسرار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۲۳

رضی اللہ عنہ۔ (۲۱)

پھر جانا میں نے ایک مدت کے بعد کہ وہ مقام حضور رسول خدا ﷺ کا تھا اور آپ کے دائیں بائیں انبیائے کرام وصحابہ واولیائے کبار حاضر تھے منجملہ صحابہ کے میں نے خلفائے اربعہ اور عمین مکرمین (حضرت حمزہ وعباس) کو پہچانا اور اولیا میں سے معروف کرخی اور سری سقطی اور جنید بغدادی، سہل تستری، تاج العارفین ابوالوفا اور شیخ عبد القادر اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ رفاعی کو پہچانا اور حضرت صدیق اکبر سب صحابہ میں مرتبہ اور جناب رسول اللہ سے قربت میں زیادہ تھے اور اولیا میں سے سب سے زیادہ تقرب والے شیخ عبد القادر تھے۔

پس حوالہ زبدۃ الاسرار وبہجۃ الاسرار کا جو مخالفین دیتے ہیں محض مغالطہ ہے بلکہ زبدۃ الاسرار کا حوالہ مصداق اس مصرع کے ہے ع:

چہ دلا درست دزدی کہ بکف چراغ دارد

(یہ چور کتنا بہادر ہے کہ اپنے ہاتھ میں چراغ لے کر گھوم رہا ہے)

زبدۃ الاسرار میں بعد نقل وحوالۂ اخبار وآثار اکابر اولیائے اکابر کے خود فرمایا ہے (یہاں عربی عبارت بہت طویل تھی اصل عبارت کو حذف کر کے صرف ترجمے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ مرتب)

جو اخبار ہم نے نقل کیں ان سے ظاہر ہو گیا کہ حضور غوث اعظم کی شان اور آپ کے مرتبے کے بارے میں مشائخ کی عبارتیں اور اولیا کے اشارات مختلف اور متفاوت وارد ہوئے ہیں، ان میں سے بعض عبارتیں ظاہر کرتی ہیں آپ کی فضیلت آپ کے زمانے کے اولیا پر مطلقاً اور ان پر آپ کے نفوذ تصرف میں عموماً، اور ظاہر کرتی ہیں آپ کے ان سب پر افضل ہونے کو اور آپ کے تابعدار ہونے کو اور آپ کے نور سے ان اولیا کے مقتبس ہونے کو اور آپ کے آثار سے ان کے فیض یاب ہونے کو، اور اس بات کو کہ آپ وقت کے

۲۱۔ مرجع سابق ص: ۲۳

سلطان، آفاق کے قطب اور غوث زمان ہیں، محافظ اسرار اولیا کے اور جامع مراتب اصفیا کے ہیں، حاکم دوجہاں کے اور مرجع انس وجان کے ہیں، آپ کے وقت میں سوا آپ کے حکم کے کوئی حکم نہیں ہے اور آپ کے عصر میں سوا آپ کے تصرف کے کوئی تصرف نہیں ہے، آپ کا حکم عام اور تصرف تام ہے، اور انہیں کے اختیار میں نصب کرنے اور معزول کرنے، قبول کرنے اور رد کرنے کا اختیار ہے۔

اور بعض روایات واقوال سے آپ کا سردار اولیا، سند اصفیا اور سلطان مملکت ولایت ہونا علی الاطلاق ثابت ہے، بغیر تصریح مقدم ومتاخر کے اور بیان ظاہر و باطن کے اور بعض مکاشفین اسرار ولایت اور واقفین احکام ہدایت ونہایت کے کلام سے جیسے حضرت خضر وغیرہ بطور نص وتصریح کے ثابت ہے کہ آپ سب مشائخ متقدمین ومتاخرین سے افضل ہیں اور سب اولیائے سابقین و لاحقین سے فائق واکمل ہیں اور یہ موافق ومطابق ہے خود غوث اعظم کے کلام پاک سے کہ خبر دی ہے آپ نے اپنے مقام کی اور بیان فرمایا ہے اپنے پروردگار کی نعمت کو اور حضور شاہد عدل ہیں اس مدعا میں اس واسطے کہ اس باب میں خود ان سے زیادہ اپنے حال سے واقف کوئی نہیں ہے اور جب آپ نے بطور تعمیم کے وہ ارشاد فرمایا اُس میں کچھ تخصیص نہیں ہے پس اپنے حال کو آپ خوب جانتے ہیں دوسروں کے مقابلے میں اور ثابت ہوا یہ کہ حضور صادق ہیں اپنے اس ارشاد ''قدمی ہذہ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ'' میں اور مامور ہیں اس پر اور وہ عام ہے اولیا کے تمام افراد کے لیے کوئی دلالت اُس میں تخصیص اہل زمان پر نہیں ہے اور حضرت کے اپنی اہل زمان پر فضیلت تو متفق علیہ فریقین ہے لیکن فریقین میں سے ایک ثابت کرتا ہے اس پر زیادتی کو بھی اور ثابت کرنے والا راجح ہے تعارض سے سلامت کے سبب جیسا کہ قواعد اصول فقہ میں ثابت ہوا ہے۔

اور پھر (مزید یہ کہ) نہیں نقل کیا گیا متقدمین ومتاخرین مشائخ کرام میں سے کسی سے جیسا کہ نقل کیا گیا حضور سے مقامات وکرامات وتصرفات وکمالات وغیرہ اور نہیں نقل کیا گیا (کسی کے بارے میں جیسا کے آپ کے بارے میں نقل کیا گیا) اہل زمانہ کی اتباع آپ کے واسطے بالا جماع، اور اولیا کا فرماں بردار ہونا اور آپ کی تعظیم بجالانا اس سے ماورا ہے کہ تصور میں آسکے یا ممکن ہو۔

اگر چہ نہیں خالی نہیں ہے کوئی زمانہ اس بات سے کہ اس میں کوئی قطب ہو جس پر اعتماد کیا جائے اور نہیں خالی ہے کوئی عصر اس سے کہ اس میں کوئی غوث ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے ہے پس دیگر کاملین اگر اقطاب ہیں تو آپ قطب الاقطاب ہیں اور دوسرے اگر افراد ہیں تو آپ سیدالافراد ہیں اور دوسرے اگر سلاطین ہیں تو آپ سلطان السلاطین ہیں اور امام المقر بین واکمل العارفین ہیں اس واسطے کہ واصلین ومقربین کے مراتب میں باہم تفاضل ثابت ہے جیسا کہ ظاہر میں ثابت ہے پس بنابریں جو اخبار کہ صادر ہوئے ہیں اولیائے عصر و اہل زمان پر حضرت کی فضیلت میں سزاوار ہے یہ کہ نہ ہو مراد اُس سے تخصیص و حصر بلکہ مقصود پر اکتفا کرتے ہیں اور مبنی ہیں عرف پر اس واسطے کہ اکثر وہ باتیں کہ کہی جاتی ہیں مقام مدح میں کہ فلاں افضل عصر واکمل دہر، وحیدزماں، فرید دوراں ہے اس پر مبنی ہیں اُس شخص کی اُسی زمان میں فضیلت پائی جائے، غرض اظہار تفضیل کے اس شخص کی غالباً آمادہ کرنا اہل زمانہ سالکین اور طالبین کا ہوتا ہے تا کہ اس کی اتباع لازم پکڑیں، اس سے استفاضہ کریں اور اس کی صحبت اور محبت سے سعادت حاصل کریں۔

اور اسی واسطے تصریح فرمائی خضر علیہ السلام نے حضرت کے علومرتبت کی تمام اولیا پر جب کہ ان سے سوال کیا گیا ان اولیا کے مراتب اور مقامات کے تفاضل

کا، جس سے کہ ثابت ہے یہ بات کہ قید افضلیت کی اہل عصر پر واسطے تخصیص و حصر کے نہیں ہے بلکہ قید اتفاقی ہے وہ یہ روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے قصۂ شیخ ابو محمد قاسم میں مروی ہے کہ کہا حضرت خضر نے اولاً جناب غوث پاک فرد الاحباب اور قطب الاولیا ہیں اس وقت میں پھر کہا حضرت خضر نے کہ نہیں بنایا اللہ نے کسی کو ولی جو کہ ہوئے یا آئندہ ہوں گے مگر وہ ادب کرنے والے ہیں حضور شیخ عبد القادر کا قیامت کے دن تک اگر (یہ تاویل نہ کی جائے تو) البتہ متناقص ہو جائیں گے دونوں کلام اُن کے۔

اور یہ احتمال بھی ہے اسم تفضیل کی اضافت واسطے توضیح کے ہو نہ کہ حصر کے واسطے، اور اسم تفضیل سے مراد زیارت مطلقہ ہو جیسا کہ ثابت ہے قواعد نحو سے کہ اضافت اسم تفضیل کی بعض دو معنی کے لیے ہوتی ہے ایک تو زیادہ خاص مضاف الیہ پر جیسے کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ وہ افضل مخلوقات ہیں اور دوسری غرض اضافت سے زیادہ مطلقہ جیسے رسول اللہ ﷺ کو افضل قریش کہنا۔

اور احتمال یہ بھی ہے بلکہ اظہر و متیقن ہے کہ اقوال مشائخ کا اس بارے میں اختلاف ان کے کشف کے مراتب میں تفاوت کی بنیاد پر ہو جس کو جس وقت مقامات اولیا سے جس قدر علم ہو گیا بیان کیا، پس ناظرین میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان پر نہیں ظاہر ہوتا ہے مگر صرف اس کا احوال جس کی صحبت اٹھائی ہو اور جس کو دیکھا ہو، پس نہیں حکم کرتے ہیں فاضلیت و مفضولیت کا مگر اُس خاص پر اور اسی واسطے بعض مشائخ عصر نے کہہ دیا کہ نہیں دیکھا ہماری آنکھوں نے کسی کو مانند شیخ عبد القادر کے اور بعض عالم ایسے ہیں کہ ان کا علم متعلق ہوتا ہے اہل زمانہ کے احوال کے ساتھ غائب ہوں یا حاضر ہوں کلی طور پر یا بعضاً کشف وعیان کے طریقے پر یا دلیل و برہان کے طور پر پس خبر دیتے ہیں اپنے علم کے

اعتبار سے درانحالیکہ مشعر بنوع تحاشی ہے جیسا ظاہر ہوتا ہے کلام شیخ کبیر قدس سرہ سے فرمایا شیخ نے کہ ''سردار ہمارے جناب سید عبدالقادر نے پایا اپنے احوال سے قطبیت اور ترقی مقامات قطبیت اور استغراق مدارج قطبیت سے وہ مقام کہاں کے علاوہ ہمارے علم میں کسی شیخ نے نہ پایا'' یہ بات جان لی جائے اولیاء اللہ کا کوئی قول فضول نہیں ہے غیر اس سے کہ ظاہر ہو واسطے اُن کے برہان قاطع اس امر پر اور بعض مکاشف ایسے ہیں کہ احاطہ کرتا ہے کشف اُن کا اور شامل ہوتی ہے معرفت اُس کی اہل عالم پر شرقاً وغرباً زمانہ گزشتہ وآیندہ میں اور بھی لوگ ہیں مکاشفہ کئے گئے ساتھ اسرار ولایت کے اور واقف اوپر حد قرب کے اور سیر کرنے والے مراتب وجود میں اور پہنچنے والی منازل شہود میں اور اسی واسطے کہا نقیب الاولیا ابوالعباس خضر اور مثل اُن کے نے اُن لوگوں سے کہ اطلاع دی ہے اُن کی اللہ نے مقامات اولیاء اللہ پر تمام وہ بات تصریح ہے عام ہونے فضل وشرف جناب غوث الثقلین میں متقدمین اور متاخرین پر بیچ اُس شے کے کہ روایت کی ہے اُس سے ابھی اور کافی یہ دلیل پس اگر کہا جائے کہ اقوال مشائخ کے آپ کے تفضیل عموم پر کیوں کر محمول ہوں اور ایسے ہے ارشادات کا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور امثال اس کے کہ اُس سے تو تفضیل آپ کے صحابۂ کرام پر لازم آئے گی رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ہم جواب دیں گے کہ ضرور ہے تخصیص صحابہ کی اس عموم سے یعنی وہ اس عموم میں داخل نہیں ہیں بسبب اتفاق اہل سنت واجماع ائمہ امت کے اور وارد ہونے احادیث نبویہ کے اوپر مصدر اُن کے صلوٰۃ وتحیہ اس بات پر کہ صحابۂ کرام بہترین مومنین ہیں امید رکھی جائے واسطے اُن کے ثواب سے کہ نہیں ہے اُن کے غیروں میں ایمان والوں سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''تعظیم وتکریم کرو تم میرے اصحاب کی کہ وہ بہترین تم میں کہ ہیں اگر کوئی تم میں سے خرچ کرے گا مثل پہاڑ احد کے

سونا نہ پہنچے گا برابر ایک مد اصحاب کے'' بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اس مقام تعمیم فضل میں ضرور ہے تخصیص سے تابعین لہم باحسان کے بھی اور استثنا کرنے وجہ خیریت سے کہ مستفاد ہے حدیث سے ایسی خیریت کہ مخصوص ہے ساتھ قرن و زمانہ کے کہ متصل ہے اُن کے قرن سے پھر وہ لوگ جواُن سے متصل ہیں اور ظاہر ہے یہ کہ یہ خیریت صحابہ اور تابعین کے بسبب پانے شرف صحبت اور قرب زمانہ رسول اللہ ﷺ کے ہے۔

اور نیز اسی میں فرمایا ہے:

والقرینة علی تخصیص الصحابة انهم لتخصیصهم باسم الصحابی وتمیزهم به لا یدخلون بحسب متفاهم العرف فی اسم الاولیاء والمشایخ والصوفیة وامثالها وان کانو اخبارهم۔ (۲۴)

اوراس عموم سےصحابہ کی تخصیص کا قرینہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام بسبب شرافت خاص لقب صحابی کے اصطلاح وعرف میں اسم اولیاء ومشائخ وصوفیہ میں داخل نہیں ہیں اگر چہ افضل اولیا ہیں۔

اور جواب شبہ احتمال سکر وعجب وغلبۂ وجد وحال کا یہ ہے کہ باتفاق جماہیر مشائخ کے جناب محبوب سبحانی کا وہ ارشاد بامر ربانی تھا پس معاذ اللہ اُس کو محمول جوش سکر وابتدائے جوانی وغلبۂ وجد وحال یا عجب وخیال نفسانی پر کرنا محض وسوسۂ شیطانی ہے۔

حضرت شیخ محدث دہلوی نے زبدۃ الاسرار میں فرمایا ہے:

فان قلت قوله قدمی هذه وامثاله صادر فی حالة السکر وغلبة الحال ام فی حال الصحو والتمکین قلت هو قدوة ارباب التمکین وافضل اهل الصحو کما تقرر بما نقلنا فکیف یحمل قوله علی السکر و باتفاق المشایخ المحققین اهل الصحو مفضلون علی ارباب

۲۴۔ زبدۃ الاسرار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۳۲

السکر لان ارباب السکر محکومو الوقت والحال حاکمة علیهم واهل الصحو حاکمون علی الحال و کم من فرق بینهما وتفضیله رضی اللّٰہ عنه نفسه علی غیره یدل علی انه فی مقام الصحو فان اهل السکر فی مقام مشاهدة احدیة الذات غائبین عن انفسهم لا یرون اعینهم فکیف الغیر کلماتهم فی مثل ذلک سبحانی مااعظم شانی ولیس فی الدارین غیری ولیس فی حبتی سوی اللّٰہ وانا الحق بل هو مثل قوله بل مثل قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم ومن دونه تحت لوائی امتثالا لقوله تعالی واما بنعمة ربک فحدث۔ (۲۵)

پس اگر کہا جائے کہ قول قدمی ہذہ اور مثل اُس کے صادر ہوئے ہیں حالت سکر و غلبہ حال یا حالت صحو و تمکین میں کہیں گے ہم جناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ پیشوائے ارباب تمکین وافضل اصحاب صحو ہیں جیسا کہ ثابت ہو گیا نقل روایات سے پس کیوں کر محمول ہوگا ارشاد آپ کا سکر پر اور باتفاق مشائخ محققین اہل صحو کو تفضّل حاصل ہے ارباب سکر پر اس وجہ سے کہ ارباب سکر محکوم وقت ہیں اور حال اُن پر حاکم ہے اور اہل صحو حاکم ہیں حال پر اور ان دونوں کے درمیان بہت فرق ہے اور تفضیل دینا جناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کا اپنی ذات پاک کو غیر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور مقام صحو میں تھے نہ کہ حالت سکر میں، اس لیے کہ ارباب سکر مقام مشاہدۂ احدیۃ الذات میں ہوتے ہیں اور اپنے نفوس سے غائب ہوتے ہیں اور نہیں دیکھتے اپنی ذات کو چہ جائے کہ غیر بلکہ قول حضرت محبوب سبحانی کا مثل فرمان حضور خاتم المرسلین علیہ السلام کے ہے کہ فرمایا انا سید ولد آدم (میں اولاد آدم کا سردار ہوں) اور مثل ارشاد آدم ومن دونه تحت لوائی (آدم اور ان کے نیچے کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں

۲۵۔ مرجع سابق ص:۳۳

گے) کہ حکم پروردگار عالم تعالیٰ شانہ واما بنعمۃ ربک فحدث (اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو) کی تعمیل میں فرمایا۔

مکتوبات مجدد الف ثانی سے دلیل اور اس کا جواب

اور حال اُس استدلال کا یہ ہے کہ مکتوبات شیخ مجدد الف ثانی صاحب میں اس کا مذکور ہونا اجماع اکابر جمیع سلاسل پر موجب ترجیح نہیں ہوسکتا ہے کہ اُن مکتوبات میں بہت امور متشابہات جا بجا ایسے واقع ہیں جو ہرگز ظاہر پر محمول ہو کر تسلیم نہیں ہو سکتے ہیں یا وہ سکر میں سرزد ہوئے ہیں یا تحریف اصل عبارت میں واقع ہوئی ہے، یا کوئی معنی تاویل مراد ہیں پس وہ قول اُن کا مثل دیگر اقوال شاذہ متناقضہ متخالفہ کے ہے۔ جو ابواب تصوف یا فقہ وعقائد میں جمہور صوفیہ، یا فقہا، یا ائمہ اہل کلام کے ظاہراً مخالف اُن مکاتب میں مختلف طور پر جا بجا گاہے چنیں گاہے چناں موجود ہیں اور اُن کے وقت سے آج تک اہل تحقیق کے نزدیک وہ محمول بر ظاہر اور بمعنی متبادر مسلم اکابر نہیں ہیں کہ یہ حال بصحت تامہ شیخ محدث دہلوی اور دیگر رسائل سے بخوبی آشکار ہے، یہاں ذکر طویل بے کار ہے۔

عوارف المعارف کی عبارت اور اس کا جواب

اور حوالہ واستناد عوارف کا جو نسبت خاص ارشاد جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے کیا گیا ہے اُس پر بھی جزم کرنا باطل ہے نہ عوارف میں ذکر حضور جناب محبوب سبحانی کے نام پاک کا ہے نہ آپ کے خاص اس قول کا نہ وہ کلام عوارف کا حضرت کے اقوال واحوال پر عموماً یا خصوصاً منطبق ہوسکتا ہے کہ وہاں تو مبتدیان اہل سکر ومغلوبین وقت کے اقوال یا احوال ابتدائی کا ذکر ہے پس منتہیان اہل صحو وتمکین کے ارشاد کو جو امر ربانی سے ہو اُس میں داخل کرنا عقل ودیانت سے دور ہے علاوہ اُن سب کے جب خود حضرت شیخ الشیوخ کے مرشد جناب حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی نے اُس قول کی تسلیم فرمائی اور اطاعت اُس فرمان کی فرمائی اور اُس قول کا اللہ کے حکم سے ہونا قبول کیا پس اگر عوارف میں تصریح بھی حضور کے اس ارشاد خاص کی سکر پر محمول ہونے کی ہوتو وہ بھی ہرگز قابل ترجیح وتسلیم نہ ہوتی چہ جائے کہ عوارف کے بیان کو اس سے ہرگز علاقہ نہیں

عبارت عوارف کی یہ ہے:

قل ان ینفک مرید فی مبادی ظهور سلطان الحال من العجب حتی نقل عن جمع من الکبار کلمات موذنة بالاعجاب و کل مانقل من ذلک القبیل من المشایخ فلبقاء السکر و الحصارهم فی مضیق سکر الحال فی ابتداء امرهم وذلک اذا اصدق صاحب البصیرة نظره یعلم انه من استراق النفس السمع عند نزول الوارد علی القلب والنفس اذا سرقت السمع عند ظهور الوارد علی القلب ظهرت بصفتها فیکون من ذلک کلمات موذنة بالعجب کقول بعضهم من تحت خضراء السماء مثلی وقال بعضهم قدمی علی رقبة جمیع الاولیاء (۲۶)

شرح عوارف میں لکھا ہے:

ولایخفی علیک ان غرض الشیخ قدس سره ان مثل هذه الاقوال قد یلوح للمرید فیظهر منه مثل هذه الاقوال ایضاً من غلبة السکر لان کل من صدر عنه مثل هذا فهو مقید بصفات النفس کیف وقد قال غوث الثقلین الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنه مثل هذا وهو وارد من اللہ تعالی قاله رضی اللہ تعالی عنه بامر اللہ تعالی۔ (۲۷)

پوشیدہ نہ رہے کہ اس عبارت سے شیخ کا مقصود یہ ہے کہ اس قسم کے اقوال کبھی ظاہر ہوتے ہیں مرید پر تو مثل ان اقوال کے مرید سے بھی اقوال صادر ہو جاتے ہیں غلبۂ سکر سے، نہ یہ کہ ہر وہ شخص کہ جس سے صادر ہو مثل اس قول کے پس وہ بصفات نفس مقید ہے، کیوں کر ہو سکتا ہے یہ حالانکہ بتحقیق فرمایا ہے غوث

۲۶۔ عوارف المعارف

۲۷۔ شرح عوارف المعارف

الثقلین جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل اسی قول کے اور وہ وارد ہے من جانب اللہ کہا ہے اُس کو حضور رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق۔

الراقم المجیب محب احمد عبدالرسول قادری عفی عنہ

تصدیقات علمائے مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف

(۱) الجواب صحیح و صواب و المجیب مصیب و مثاب

کتبہ مطیع الرسول عبدالمقتدر القادری عفی عنہ

(۲) المجیب مصیب

حررہ احقر العبد فضل المجید القادری عفی عنہ

(۳) اصاب من اجاب

عبدالقیوم القادری عفی عنہ

(۴) ھذا الجواب صحیح بلا ارتیاب

حافظ بخش عفی عنہ

☆☆☆

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی

۱	**احقاق حق**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۲	**عقیدۂ شفاعت**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۳	**اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۴	**اکمال فی بحث شد الرحال**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۵	**فصل الخطاب**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۶	**حرز معظم**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۷	**مولود منظوم مع انتخاب نعت و مناقب**	سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
۸	**عظمت غوث اعظم**	علامہ محب احمد قادری بدایونی
۹	**سنت مصافحہ**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۰	**الکلام السدید**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۱	**رد روافض**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۲	**تذکرۂ فضل رسول**	مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی
۱۳	**مرد سنتے ہیں**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۴	**مضامین شہید**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۵	**ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۶	**عرس کی شرعی حیثیت**	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۱۷	**فلاح دارین**	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۱۸	**خطبات صدارت**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۱۹	**مثنوی غوثیہ**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۲۰	**عقائد اہل سنت**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۲۱	**دعوت عمل**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۲۲	**نگارشات محب احمد**	علامہ محب احمد قادری بدایونی
۲۳	**تحقیق و تفہیم**	مولانا اسید الحق قادری

۲۴ **شارحۃ الصدور** — مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی

۲۵ **الدرر السنیۃ** ترجمہ از: — مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی

۲۶ **احکام قبور** — مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی

۲۷ **ریاض القرأت** — مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی

۲۸ **تذکار محبوب** (تذکرۂ عاشق الرسول) — مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی

۲۹ **مختصر سیرت خیر البشر** — مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی

۳۰ **احوال ومقامات** — مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی

۳۱ **خمیازۂ حیات** — مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی

۳۲ **باقیات ہادی** — مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی

۳۳ **مدینے میں** (مجموعۂ کلام) — حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی

۳۴ **مفتی لطف بدایونی** — مولانا اسیدالحق قادری

۳۵ **مولانا فیض احمد بدایونی** — پروفیسر محمد ایوب قادری

۳۶ **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر** (ایک تنقیدی مطالعہ) — مولانا اسیدالحق قادری

۳۷ **حدیث افتراق امت** تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں — مولانا اسیدالحق قادری

۳۸ **احادیث قدسیہ** — مولانا اسیدالحق قادری

۳۹ **تذکرۂ ماجد** — مولانا اسیدالحق قادری

۴۰ **عقیدۂ شفاعت** (ہندی) — سیدنا شاہ فضل رسول قادری

۴۱ **فلاح دارین** (ہندی) — مولانا عبدالماجد قادری بدایونی

۴۲ **دعوت عمل** (ہندی) — مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

۴۳ **عقائد اہل سنت** (ہندی) — مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

۴۴ **معراج تخیل** (ہندی) — حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی

۴۵ **دعوت عمل** (مراٹھی) — مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

۴۶ **پیغمبرِ اسلام کامہان ویکتتو** (ہندی) — محمد تنویر خان قادری بدایونی

۴۷ **احادیث قدسیہ** (ہندی) — مولانا اسیدالحق قادری

۴۸ **عقیدۂ شفاعت** (گجراتی) — سیدنا شاہ فضل رسول قادری